السنة والحديث

عزیز زبیدی - واربرٹن

حق کے خلاف دھاندلیاں اور ہوشربا ابتلاء

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ یَہُوْدِیٌّ بِصَاحِبِہٖ اِذْھَبْ بِنَا اِلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ فَقَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ لَا تَقُلْ نَبِیٌّ اِنَّہٗ لَوْ سَمِعَکَ لَکَانَ لَہٗ اَرْبَعُ اَعْیُنٍ الحدیث (رواہ الترمذی)

صحیح خبروں پر سنسر اور پابندی "حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ، ہمارے ساتھ اس نبی کے پاس چل! (یہ سن کر) اس سے اس کے ساتھی نے کہا! اگر اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (بہت خوش ہو جائے گا)۔"

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت ایک یہودی کے اعتراف اور کہنے پر منحصر نہیں تھی، تاہم انھوں نے ایسا کہنے کو اپنے سیاسی مصالح کے لیے سفر سمجھا کہ اس سے آپ کی حوصلہ افزائی ہوگی اور ہمارے اپنے رفیقانِ سفر کی حوصلہ شکنی ہوگی ــــ اس لیے اس نے اس پر اپنے ساتھی کو سرزنش کی کہ: اس خبر کا برملا اعلان نہ کیا جائے۔

دراصل خبروں پر سنسر اور پابندی عائد کرنے والے خبروں پر سنسر عائد کر کے خود اندھیرے میں چلے جاتے ہیں، جہاں تک واقعات اور رفتارِ حال کا تعلق ہے وہ خبروں کے پابند نہیں ہیں اور کتنا ہی ان کو دبایا جائے بہرحال وہ خبریں نشر ہو کر رہتی ہیں، صرف اس فرق کے ساتھ پہلے خبریں اکا دکا کر کے آتی ہیں، جو نظر انداز بھی کی جا سکتی ہیں، لیکن جب ایک ساتھ ان کا لاوا پھوٹتا ہے تو وہ یوں سیلاب بلا بن کر اُبھرتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ سنسر لگانے والوں کو بھی بہالے جاتا ہے ــــ مگر اقتدار کا نشہ اندھا ہوتا ہے: اس کو اپنی قدغن کے نتائج کے مشاہدہ کی جلدی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

کچھ لو اور کچھ دو۔ بااثر لوگ کسی نیک تحریک کو ناکام بنانے کے لیے مختلف چالیں چلتے ہیں، ان میں سے ایک "کچھ لو اور کچھ دو" کا نعرہ بھی ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ: ہمارا پرنالہ بھی اپنی جگہ رہے گا اور مخالف کی طرف سے مدافعت اور مزاحمت کا زور بھی ٹوٹ جائے گا، چنانچہ یہود نے ایک سازش کے تحت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہی معاملہ

کیا تھا۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیغمبرانہ فراست کے ساتھ ان کی اس سازش کو ناکام بنا دیا تھا۔ ایک پروگرام بنا کر یہودیوں کے چند رؤسا حضورؐ کے پاس گئے تاکہ کسی طرح حضورؐ کو اپنے مشن سے پھسلا دیں، جا کر کہا: جناب! ہم یہودیوں کے بااثر سردار لوگ ہیں اگر ہم نے آپ کا اتباع کر لیا تو سارے یہودی آپ کے ساتھ ہو لیں گے۔ آپ یوں کریں کہ فلاں سے ہمارا تنازع چلا آرہا ہے۔ ہم مقدمہ آپ کے حضور پیش کریں گے، آپ فیصلہ ہمارے حق میں کر دیں، پھر ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) جو کچھ خدا نے (آپ پر) اتارا ہے، آپ (بھی) اسی کے مطابق ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں) ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں اور ان کے (داؤ گھات سے) ڈرتے رہیں کہ جو (کتاب) خدا نے تمہاری طرف اتاری ہے (مبادا) اس کے کسی حکم سے یہ لوگ تم کو بھٹکا دیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ كَعْبُ بْنُ اَسَدٍ وَابْنُ صَلُوْبَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ صُوْرِيَا وَشَاسُ ابْنُ قَيْسٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اذْهَبُوْا بِنَا اِلٰى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَعَلَّنَا نَفْتِنُهُ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا، يَا مُحَمَّدُ! اِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ اَنَّا اَحْبَارُ يَهُوْدَ وَاَشْرَافُهُمْ وَسَادَاتُهُمْ وَاَنَّا اِنِ اتَّبَعْنَاكَ اتَّبَعَنَا يَهُوْدُ وَلَمْ يُخَالِفُوْنَا وَاِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا خُصُوْمَةً فَنُحَاكِمُهُمْ اِلَيْكَ فَتَقْضِيْ لَنَا عَلَيْهِمْ وَنُؤْمِنُ وَنُصَدِّقُكَ فَاَبٰى ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللهُ اِلَيْكَ (اِلٰى: لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ) رَوَاهُ مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْحٰقَ (ابن کثیر۔ سورۂ مائدہ)

"کچھ لو اور کچھ دو" دراصل حکمران طبقہ کی زبردست چال ہوتی ہے جس کی وجہ سے عموماً تحریک لائن سے پھسل جاتی ہے خواہ شروع میں اس کا احساس نہ ہو تاہم بعد میں اس کے بدنتائج ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔

آپ کی مانتا ہوں بشرطیکہ ۔ کسی تحریک کی ناکامی کے لیے یہ بات بس کرتی ہے کہ: وہ سودے بازی کی لائنوں پر چل پڑے۔ مسیلمہ کذاب ایک وفد کی شکل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں مدینے آیا اور آکر کہا کہ: میں محمدؐ کے اتباع کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ یہ بات پہلے ہو جائے کہ ان کے بعد زمام اقتدار میرے حوالے کی جائے گی۔ حضورؐ نے سن کر فرمایا

مملکت تو دور کی بات ہے! اگر تو یہ چھڑی جو میرے ہاتھ میں ہے، مانگے تو وہ بھی تیرے سپرد نہیں کروں گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ ...... فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا (رواہ البخاری)

اصل میں سیاسی سوداے باز، حق کے سلسلے کی دعوت کو "جنس بازار" تصور کر لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس کا محرک خدا کی عبدیت نہیں، صرف اقتدار ہوتا ہے۔ اس لیے ٹٹول کر دیکھ لیا جائے تو اس پر سودا کر لیا جائے۔ یہ بیماری بہت پرانی ہے۔ وزارت کے چکمے، صدارت کے لالچ بھاری رقموں کے لائسنسوں کی پیشکش کر کے داعیوں کو پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں اور منہ کی کھاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی روایت میں آپ نے دیکھا ہے۔

لالچ۔ با اثر طبقہ کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ داعی حق کو کسی طرح رام کر لیا جائے۔ داعی اور اس کی دعوت میں جتنی حرارت اور عظمت ہوتی ہے، اس کے مطابق لالچ کے سلسلے بھی شروع ہو جاتے ہیں۔

عتبہ بن ربیعہ قریش کے نمایندہ کی حیثیت سے حضورؐ کے پاس جا کر کہتا ہے

بھتیجے! اگر آپ مال چاہتے ہیں تو ہم اس کا ڈھیر لگائے دیتے ہیں، اگر چودھر چاہتے ہو تو اپنا سردار بنا لیتے ہیں، اگر بادشاہت چاہتے ہو تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ آپ نے ان کی یہ ساری باتیں سن کر چند آیات ان کو سنائیں جن کو سن کر وہ بے خود سا ہو گیا۔ (مختصراً)

قَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ ...... قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ مَالًا جَمَعْنَا لَكَ مِنْ اَمْوَالِنَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَكْثَرَنَا مَالًا وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ بِهٖ شَرَفًا سَوَّدْنَاكَ عَلَيْنَا حَتّٰى لَا نَقْطَعَ اَمْرًا دُوْنَكَ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ مُلْكًا مَلَّكْنَاكَ عَلَيْنَا ...... قَالَ النَّبِيُّ صلعم اَقَدْ فَرَغْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ قَالَ نَعَمْ: قَالَ فَاسْمَعْ مِنِّيْ قَالَ اَفْعَلُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ الاٰية ...... فَلَمَّا سَمِعَهَا مِنْهُ عُتْبَةُ اَنْصَتَ لَهَا وَاَلْقٰى يَدَيْهِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مُعْتَمِدًا عَلَيْهِمَا يَسْمَعُ مِنْهُ الخ

(سیرۃ ابن ھشام قول عتبۃ بن ربیعۃ فی امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرسلاً)

خوف و ہراس۔ اگر لالچ سے کام نہ چلے تو پھر خوف و ہراس کی فضا پیدا کر کے راستہ روکتے ہیں۔ جناب ابو طالب پر جب قریش کا دباؤ بڑھ گیا تو انھوں نے آپؐ سے درخواست کی، کہ میرے حال پر رحم کیجیے! میری ہمت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیے۔ حضورؐ نے جواب میں کہا کہ: چچا جان! اگر وہ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں اپنی دعوت جاری رکھوں گا، دین غالب آجائے یا میری جان اس راہ میں کھپ جائے۔

فَاَبْقِ عَلَیَّ وَعَلٰی نَفْسِكَ وَلَا تُحَمِّلْنِیْ مِنَ الْاَمْرِ مَا لَا اُطِیْقُ..... فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا عَمِّ! وَاللّٰہِ! لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِیْ یَمِیْنِیْ وَالْقَمَرَ فِیْ یَسَارِیْ عَلٰی اَنْ اَتْرُكَ ھٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یُظْھِرَہُ اللّٰہُ اَوْ اَھْلِكَ فِیْہِ، مَا تَرَكْتُہٗ (ابن ہشام)

بائیکاٹ۔ داعیانِ حق جب کمزور پوزیشن میں ہوتے ہیں تو ان کے خلاف مجتمع ہو کر ان کا بائیکاٹ کرتے ہیں کہ حقہ پانی بند، رشتے ناطے ختم، لین دین اور میل جول کی سب راہیں مسدود کر دی جاتی ہیں۔ چنانچہ کفارِ مکہ نے جب یہ محسوس کیا کہ مسلمان سلمانی سے باز نہیں آتے تو انھوں نے ان سے سماجی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا اور ایک معاہدہ نامہ لکھ کر سب سے دستخط لے کر کعبہ پر اسے آویزاں کر دیا تاکہ کوئی اس سے انحراف نہ کر سکے۔

اِجْتَمَعُوْا وَائْتَمَرُوْا (بَیْنَھُمْ) اَنْ یَّكْتُبُوْا كِتَابًا یَتَعَاقَدُوْنَ فِیْہِ عَلٰی بَنِیْ ھَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ، عَلٰی اَنْ لَّا یَنْكِحُوْا اِلَیْھِمْ وَلَا یُنْكِحُوْھُمْ وَلَا یَبِیْعُوْھُمْ شَیْئًا وَلَا یَبْتَاعُوْا مِنْھُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا لِذٰلِكَ كَتَبُوْہُ فِیْ صَحِیْفَةٍ ثُمَّ تَعَاھَدُوْا وَتَوَاثَقُوْا عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ عَلَّقُوا الصَّحِیْفَةَ فِیْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ (سیرۃ ابن ہشام)

کتبِ تاریخ میں آیا ہے کہ ان کے اس سماجی بائیکاٹ کے نتیجے میں حضورؐ، مسلمان اور بنو مطلب تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ یہ تین سال اتنے شدید رہے کہ پتے کھائے اور سوکھا ہوا چمڑا ابال کر کھا کھا کر جان و تن کے رشتے کو برقرار رکھا۔

افوہ! ان سے بچو۔ جب اس سے بھی کام نہیں چلتا تو خفیہ میٹنگیں ہوتی ہیں کہ اب اگر یہ لوگ دعوتِ حق سے باز نہیں آتے تو کم از کم ایسی بات بنائی جائے جن کو سن کر لوگ ان سے پرہیز کریں، چنانچہ کفار نے ایک میٹنگ بلائی کہ اب حج کے دن آرہے ہیں لازماً لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملیں گے اس لیے لوگوں کو ان سے دور رکھنے کے لیے کچھ ہونا چاہیے مگر بھانت بھانت کی بولی نہیں بولنا چاہیے بلکہ ایک ہی بات کی جائے: سوال ہوا کہ وہ کیا ہو؟

ایک نے کہا کہ کہا جائے کہ آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں، وہ نبی و بی کوئی نہیں، صرف کاہن ہے۔ شورائیہ کے ایک رکن نے اعتراض کیا کہ لوگ اس کا اعتبار نہیں کریں گے، پھر طے ہوا کہ: کہو! یہ دیوانہ ہے، یہ تجویز بھی مسترد کردی گئی۔ پھر تجویز ہوا کہ کہو! یہ شاعر ہے، مگر یہ بھی نامنظور ہوا، آخر طے ہوا کہ سب یک زبان ہو کر سب سے یہی کہتے رہو کہ یہ تو جادوگر ہے۔ یہ اس لیے کہ بیٹا باپ سے بھائی بھائی سے، دوست دوست سے، خاوند بیوی سے، اور فرد اپنے قبیلے سے جدا ہو جاتا ہے۔

قَالُوْا: فَمَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ شَمْسٍ؟ قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّ لِقَوْلِهٖ لَحَلَاوَةً وَاِنَّ اَصْلَهٗ لَعَذِقٌ وَاِنَّ فَرْعَهٗ لَجَنَاةٌ ..... وَمَا اَنْتُمْ بِقَائِلِيْنَ مِنْ هٰذَا شَيْئًا اِلَّا عُرِفَ اَنَّهٗ بَاطِلٌ وَاِنَّ اَقْرَبَ الْقَوْلِ فِيْهِ لَاَنْ تَقُوْلُوْا: سَاحِرٌ، جَاءَ بِقَوْلٍ هُوَ سِحْرٌ يُفَرِّقُ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَاَبِيْهِ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَاَخِيْهِ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجَتِهٖ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَعَشِيْرَتِهٖ فَتَفَرَّقُوْا عَنْهُ بِذٰلِكَ

(ابن ہشام)

چونکہ کلمۂ حق کے بعد انسان باطل کے ساتھ مفاہمت نہیں کر سکتا، اس لیے وہ قدرتی طور پر ایک دوسرے کے لیے قابلِ قبول نہیں رہتے۔ اس سے انھوں نے یہ بات بنا کر لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ تبھی تو کلمہ پڑھتے ہی وہ سب سے دور چلا جاتا ہے۔ یہی کچھ اب ہو رہا ہے کہ داعیانِ حق کو بدنام کرنے کے لیے یہ الزام عائد کرتے رہتے ہیں کہ یہ لوگ قوم کو آخر لڑا کر دم لیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانی اخلاق کی حد تک تو داعیانِ حق سب سے روا داری برتتے اور ان کی خدمت کرتے ہیں لیکن حق کو باطل سے مفاہمت کے لیے رسوا نہیں کرتے۔ مگر یہ بر خود غلط لوگ باطل کی ناز برداری کے لیے حق کو رسوا کر کے دنیا سے داد لیتے ہیں کہ: ہم بہت ہی وسیع الظرف ہیں حالانکہ یہ وسیع الظرفی والی بات نہیں ہے ، بے غیرتی کی بات ہے۔

گلے میں پھندا ڈال کر دبایا۔ حق کی منادی کرنے والوں کو "جرمِ حق" کی جتنی اور جیسی کچھ سزائیں دی جاتی رہی ہیں، اس کی داستان نہایت لمبی اور آزار دہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰة والسلام نماز پڑھ رہے ہیں، عقبہ نے آکر آپؐ کے گلے میں پھندا ڈال کر دبایا کہ جان پر بن گئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دھکا دے کر اسے ہٹایا۔ عقبہ کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح اس داعی حق سے خلاصی ہو! انا للہ۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: رَاَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَاءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ

فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (رواہ البخاری)

سر پر آرہ رکھ کر چیر ڈالتے۔ جس طرح حق کا نشہ بڑھتا ہے، ویسا ہی ابتلا و آزمائش کا سلسلہ بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سر پر آرہ رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دیا جاتا ہے مگر ان کے پائے استقلال میں جنبش تک نہیں آتی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ (رواہ البخاری)

ترجمہ:- فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص ہوتا تھا کہ اس کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اسے اس میں گاڑ دیا جاتا اور آرہ اس کے سر پر رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے مگر یہ دکھ اسے دین سے برگشتہ نہ کر سکتا۔

بادشاہ کے ایک مقرب اور اس کے عہد کے ایک ولی اللہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا مگر انہوں نے جان دے دی اور حق کو نہ چھوڑا۔

فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَشَقَّهُ بِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ فَاَبٰى فَوَضَعَ الْمِنْشَارَ فِيْ مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَشَقَّهُ بِهِ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ (رواہ مسلم)

آپ تو بہت اچھے آدمی تھے۔ منکرین حق اور جاہ پرستوں کا یہ بھی ایک دستور ہے کہ جب کسی شخص کو حق پر گامزن دیکھتے ہیں تو ان سے کہنے لگ جاتے ہیں کہ: واہ بھئی! تجھے کیا ہو گیا ہے۔ تم تو اپنی قوم کے لیڈر ہو، تم بس اس کے پھیرے میں آ گئے ہو اور اپنے آباء و اجداد کی راہ چھوڑ بیٹھے ہو اس سے تو یہی بہتر تھا کہ تم مر جاتے۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ جب مسلمان ہو گئے تو کفار نے یہی حربہ استعمال کیا تھا۔ روایات میں آیا ہے کہ: یہ وسوسہ شیطان نے ان کے دل میں ڈالا تھا۔

فَقَالَ لِنَفْسِهِ لَمَّا رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهِ: اَنْتَ سَيِّدُ قُرَيْشٍ اتَّبَعْتَ هٰذَا الصَّابِئَ وَتَرَكْتَ دِيْنَ اٰبَائِكَ اَلْمَوْتُ خَيْرٌ لَكَ مِمَّا صَنَعْتَ (سیرت حلبیہ جلد اول)

سامانِ تذلیل:- گمراہ طبقہ کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ کتاب و سنت کی راہ چلنے والے کی یوں تذلیل کی جائے کہ لوگوں کی نگاہ میں وہ نکو ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ ناک میں نکیل ڈال کر بازاروں میں اسے نچاتے اور گشت کرتے ہیں اور بچے تالیاں بجاتے ہیں۔ یہی کچھ حضرت بلال رضی

کے ساتھ ہوا۔

ان بلالا کان یجعل فی عنقہ حبل یدفع الی الصبیان یلعبون و یطوفون بہ فی شعاب مکۃ ویقول احد احد (سیرت حلبیہ جلد اول)

اذیتوں کی بھرمار:۔ بندۂ مومن کو حوصلہ شکن اذیتوں کے دور سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ اسلام سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی مؤمل کی ایک لونڈی کو "جرم حق" پر مارتے مارتے جب تھک جاتے تو فرماتے کہ میں نے تمہیں چھوڑا نہیں تھک گیا ہوں۔ وہ جواب میں کہتی، خدا بھی تم سے یہی معاملہ کرے گا۔

وکانت مسلمۃ وعمر بن الخطاب یعذبہا لتترک الاسلام وھو یومئذ مشرک وھو یضربہا حضرت اذا مل قال انی اعتذر الیک انی لم اترکک الا ملالۃ فتقول: کذلک فعل اللہ بک (ابن ہشام)

امیہ، حضرت بلالؓ کو دوپہر کے وقت کڑکتی دھوپ میں سخت گرم ریت پر لٹا کر اس پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ: تو مر جائے یا اسلام سے پھر جائے، اس سے پہلے تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ مگر وہ "احد احد" کہتے رہے۔

اذا حمیت الظہیرۃ فیطرحہ علی ظہرہ فی بطحاء مکۃ، ثم یامر بالصخرۃ العظیمۃ فتوضع علی صدرہ ثم یقول لہ: (لا واللہ) لا تزال ھکذا حتی تموت او تکفر بمحمد وتعبد اللات والعزی فیقول وھو فی ذلک البلاء احد احد (ابن ہشام جلد اول) وفی روایۃ: فتخرج لسانہ واخامیۃ یقول لہ زدہ عذابا حتی یاتی محمد فیخلصہ بسحرہ (حلبیہ جلد اول)

حضرت بلالؓ کی والدہ حضرت حمامہؓ کو بھی عذاب کی بھٹی میں ڈالا گیا مگر وہ حق پر قائم رہیں۔

حضرت زنیرہؓ کو اتنا پیٹا اور مارا گیا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

عذبت فی اللہ حتی عمیت (حلبیہ جلد اول)

حضرت خبابؓ لوہارا کام کرتے تھے۔ جرمِ اسلام میں ان کو انگاروں پر لٹا کر عذاب دیا گیا یہاں تک کہ وہ انگارے ان کے جسم کی چربی اور خون سے بجھے۔

لقد رأیتنی یوما قد اوقدوا لی نارا ووضعوھا علی ظہری فما اطفأھا الا ودک ظہری (حلبیہ)

باطل کے نمائندوں نے عورتوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ حضرت سمیہؓ کو جرم حق کی پاداش میں

ان ظالموں نے شہید کر ڈالا۔

فَأَمَّا أُمُّهُ فَقَتَلُوْهَا وَهِيَ تَأْبَى إِلَّا الْإِسْلَامَ (ابن ہشام جلد اول)

بلکہ سمیہؓ کے سارے خاندان کو بڑی اذیتیں دی گئیں، دیکھ کر حضورؐ ان کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

فَيَمُرُّ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ، صَبْرًا يَا آلَ يَاسِرٍ، مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ (ابن ھشام وغیرہ)

لوہے کی کنگھی سے گوشت نوچ لیا جاتا:۔ اس پر بس نہیں، اسے لوہے کی کنگھی کی جاتی جو اس کی ہڈیوں اور پٹھوں تک سے سارا گوشت نوچ لیتی لیکن اس کو دین سے یہ اذیت بھی نہ روک سکتی۔

وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ (رواہ البخاری)

پہاڑ سے دھکے مارو:۔ ایک نوجوان بچے کو جب حق کا سراغ مل گیا تو پھر وہ ڈٹ گیا اور جان پر کھیل کر حق کا بول بالا کر ڈالا؛ بادشاہ نے اپنی پولیس اور ایف ایس ایف سے کہا کہ اسے پہاڑ پر لے جا کر زمین پر پٹخ دو۔ جب یوں بھی کچھ نہ بنا تو کہا دریا کے وسط میں لے جا کر اسے دھکا دے ڈالو۔ اب بھی بحکم خدا وہ بچ رہا۔ اور اس کی ایف ایس ایف اور پولیس کو خدا نے ٹھکانے لگا دیا۔

فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهُ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَاطْرَحُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهِ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا وَجَاءَ يَمْشِيْ إِلَى الْمَلِكِ ...... فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فِيْ قُرْقُوْرٍ فَتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوْهُ فَذَهَبُوْا بِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ فَانْكَفَأَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا (رواہ مسلم)

اب بھی نار گلزار ہو سکتی ہے، بشرطیکہ وہی دل، وہی ایمان اور وہی استقامت پاس ہو۔

مظاہرین کو آگ میں جھونک دو:۔ اس بچے نے کہا کہ اگر مجھے ضرور ہی ختم کرنا ہے تو پھر ایک کھلے میدان میں خلقت کو جمع کر لیجیے اور مجھے سولی پر لٹکا کر بسم اللہ پڑھ کر مجھے تیر مار دیجیے۔ شہید ہو جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہوا مگر سارا مجمع یہ نظارہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور پوری فضا ہی آمنا آمنا برب الغلام کے نعرہ سے گونج اٹھی۔ بادشاہ سے کہا گیا کہ یک نہ شد دو شد، اب کیا ہو؟ اس نے کہا کہ آگ جلا کر ان سب کو بھون ڈالو، جس کا انجام یہ نکلا کہ آگ نے ہی آگے بڑھ کر اس مغرور بادشاہ اور اس کے مقربین کو اپنی لپیٹ میں لے کر بھون ڈالا۔

فَأَمَرَ بِالْأُخْدُوْدِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ النِّيْرَانَ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ

دِیْنِہٖ فَاحْمُوْہُ فِیْہَا اَوْ قِیْلَ لَہٗ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا (رواہ مسلم)

عورت لائی گئی اس کے ہمراہ بچہ بھی تھا، خاتون ذرا جھجکی تو بچے نے آواز دی! امی! ہمت نہ ہاریے۔ تو حق پر ہے۔

حَتّٰی جَاءَتِ امْرَاَۃٌ وَّمَعَہَا صَبِیٌّ لَہَا فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِیْہَا فَقَالَ لَہَا الْغُلَامُ یَا اُمَّہْ اصْبِرِیْ فَاِنَّكِ عَلَی الْحَقِّ (رواہ مسلم)

اس واقعہ کا مختصر ذکر سورت بروج میں بھی آیا ہے۔ بہرحال دعوتِ حق کی راہ میں ہزاروں مشکلات، سینکڑوں امتحان، عذاب اور اذیتوں کے بیسیوں اژدہا منہ کھولے پھنکارتے دکھائی دیتے ہیں۔ جو لوگ ان کی پروا کیے بغیر اپنی راہ پر گامزن رہتے ہیں۔ آخر فتح ان کی ہوتی ہے اور خدا ان کا ساتھ دیتا ہے۔ مگر ع ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی!

لیکن توفیق ایزدی کے بغیر یہ بہت مشکل سے حاصل ہوتی ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محبوبِ خدا ﷺ کی دعائیں قیمت: ۳ روپے

حسن پرستوں کے انجام کا منظر قیمت: ۱۵ روپے

فریادِ آدم علیہ السلام کا منظر قیمت: ۱۰ روپے

اسلامی بہشتی زیور قیمت: خاص ۵۰ روپے عام ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعتِ دینیات سعید منزل، ۱۸۷۔ انارکلی۔ لاہور